از عدالت عظمیٰ

فیصلے کی تاریخ: 30 اکتوبر 1964

مینجمنٹ آف دہلی ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگ

بنام

انڈسٹرئیل ٹریبونل، دہلی و دیگر

(پی بی گجیندر گڈکر۔ چیف جسٹس، کے این وانچو اور ایم ہدایت اللہ جسٹسز)

صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 (14، سال 1947)، دفعہ 33(2)(b)- کیا اجرتوں کی اصل ادائیگی ضروری ہے- ٹینڈر کافی ہے- ایگزیکٹو ہدایات کو اسٹینڈنگ آرڈرز کا حصہ نہیں بنایا گیا ہے تو- اس طرح کی ہدایات کی خلاف ورزی، کیا قابل سزا ہے- اسٹینڈنگ آرڈرز کی وضاحت نہ کرنا وغیرہ، کیا ناقص ہے؟

H، درخواست گزار کے عہدے پر کام کرنے والے کنڈکٹر کے پاس کچھ استعمال شدہ ٹکٹ پائے گئے تھے جو اسٹینڈنگ آرڈر 2 کے تحت جاری ہدایات نمبر 12 کے تحت ممنوع تھے۔ ان کے طرز عمل کی تحقیقات کے بعد الزام ثابت ہوا اور انکوائری آفیسر کی سفارش پر ٹریفک منیجر نے انہیں برطرف کرنے کی تجویز پیش کی۔ چونکہ یہ کسی صنعتی تنازعہ کے زیر التوا ہونے کے دوران پیش آیا تھا اس لئے ایک درخواست کے ذریعہ اس حلف نامہ نے صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 کی دفعہ 33(2)(b) کے تحت برطرفی کے مجوزہ حکم نامے کے لئے ٹریبونل کی منظوری طلب کی۔ ٹریبونل نے دونوں فریقوں کو سننے کے بعد اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیا کہ ایگزیکٹو ہدایات 12 کے تحت کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس ہدایت کو اسٹینڈنگ آرڈر کا حصہ نہیں بنایا گیا تھا۔ ملازمین کے طرز عمل کو منظم کرنے والے اسٹینڈنگ آرڈرز میں ایسی کوئی شق نہیں تھی کہ استعمال شدہ ٹکٹوں کا قبضہ برطرفی کے قابل ہونے کے مترادف ہے۔ ٹریبونل نے یہ بھی کہا کہ اس بات کا کوئی تسلی بخش ثبوت نہیں ہے کہ ایک مہینے کی اجرت اصل میں ادا کی گئی تھی یا اسے 31 اکتوبر 1961 کو برطرفی کے حکم کے نفاذ سے پہلے پیش کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 33(2)(b) کی شرط کے تحت ضروری ہے۔

حکم ہوا کہ: (1) ٹریبونل نے اسٹینڈنگ آرڈرز کے بارے میں بہت تنگ نظری اختیار کی۔ اسٹینڈنگ آرڈر 2 کی بنیاد پر ایگزیکٹو ہدایات جاری کی گئیں اور یہ اصولوں اور عمل کا ایک ضابطہ ہے جس پر ہر کنڈکٹر کو صحیح اور مستقل طور پر عمل کرنا پڑتا ہے، اور ایک انتباہ ہے کہ کسی بھی ہدایت کی خلاف ورزی کنڈکٹر کو ضابطوں کے پیرا 15(2) میں بیان کردہ تادیبی کارروائی کا سامنا کرنا پڑے گی۔ اسٹینڈنگ آرڈر 19 کی شق (m) اتنی وسیع ہے کہ اسٹینڈنگ آرڈر 2 کے تحت جاری کردہ ہدایات کی خلاف ورزی کا احاطہ کر سکتی ہے۔ H پر ایگزیکٹو ہدایات 12 کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا گیا تھا اور اس سے اسٹینڈنگ آرڈر 19 (f) کا اطلاق ہوتا ہے جسے اسٹینڈنگ آرڈر 2 اور ریگولیشن کے پیراگراف 15(2) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔[1004 A-F]

(ii) الزام کی تفصیلات H کے لئے یہ سمجھنے کے لئے کافی تھیں کہ اس پر کیا الزام عائد کیا گیا تھا۔ مناسب اسٹینڈنگ آرڈر یا ریگولیشنز یا ایکٹ کی دفعات کا ذکر نہ کرنے سے الزام خراب نہیں ہوا اور ٹریبونل نے اسے ناقص قرار دینے میں غلطی کی، [1004 G-H]

لکشمی دیوی شوگر ملز بمقابلہ نند کشور، [1956] 916S.C.R اور لارڈ کرشنا شوگر ملز لمیٹڈ بمقابلہ یونین آف انڈیا، [1961] 39S.C.R1 لاگو نہیں تھے۔

(iii) ٹریبونل کا یہ کہنا غلط تھا کہ اجرت کا کوئی ٹینڈر نہیں تھا۔ شرط کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ماہ کی اجرت اصل میں ادا کی جانی چاہئے کیونکہ بہت سے معاملات میں آجر صرف برطرفی سے پہلے رقم جمع کر سکتا ہے لیکن برطرفی کے مؤثر ہونے سے پہلے ملازم کو ادائیگی وصول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ موجودہ معاملے میں ٹینڈر مقررہ وقت کے اندر کیا گیا تھا اور اس سلسلے میں دفعہ 33(2)(b) کی تعمیل کرنے میں کوئی ناکامی نہیں ہوئی تھی۔[1003 D-E]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 790، سال 1963.

31 مئی 1962 کو دہلی گزٹ میں شائع ہونے والے صنعتی ٹریبونل دہلی کے 20 اپریل 1962 کے فیصلے اور شکایت نمبر 305، سال 1961 میں دی گئی خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی گئی۔

اپیل کنندہ کے لئے ٹی آر بھسین۔

جواب دہندہ نمبر 2 کے لئے گوپال سنگھ۔

عدالت کا فیصلہ ہدایت اللہ جسٹس نے سنایا۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل دہلی ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگ اور اس کے ملازم شری ہری چند کے درمیان تنازعہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، جو اس کی ایک او منی بس کے سابق کنڈکٹر ہیں، جواب اسسٹنٹ ٹریفک انسپکٹر ہیں۔ اس اپیل کے ذریعے دہلی ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگ نے 20 اپریل 1962 کو دہلی کے انڈسٹریل ٹریبونل کے فیصلے کو مسترد کر دیا۔ معاملے کے حقائق درج ذیل ہیں: ہری چند 28 مارچ 1960 کو روٹ نمبر 21 کی او منی بس نمبر 484 پر کنڈکٹر تھے۔ ان کی او منی بس کو کشمیری گیٹ پر چیک کیا گیا اور یہ پایا گیا کہ ان کے پاس 5 نئے پیسے کے پانچ استعمال شدہ ٹکٹ تھے۔ اور 10 نئے پیسے کے چھ استعمال شدہ ٹکٹ۔ کنڈکٹرز کے فرائض سے متعلق ایگزیکٹو ہدایات کی شق (12) کے ذریعہ اس پر پابندی عائد کی گئی تھی، اور مجرم کنڈکٹر کو برطرفی کی سزا کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس طرز عمل کی تحقیقات ثابت ہونے کے بعد الزام ثابت ہوا اور انکوائری آفیسر کی سفارش پر ٹریفک منیجر نے انہیں 31 اکتوبر 1961 سے برطرف کرنے کی تجویز پیش کی، یہ ایک صنعتی تنازعہ کے زیر التوا ہونے کے دوران ہوا، محکمہ نے 28 اکتوبر 1961 کو ایک درخواست کے ذریعہ صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کی دفعہ 33(2)(b) کے تحت برطرفی کے مجوزہ حکم پر ٹریبونل کی منظوری طلب کی۔ لگتا ہے کہ 30 اکتوبر 1961 کو ایک میمورنڈم جاری کیا گیا تھا جس میں ہری چند کو برطرفی کے حکم سے آگاہ کیا گیا تھا اور انہیں مطلع کیا گیا تھا کہ انہیں ایکٹ کی دفعہ 33(2)(b) کے مطابق ایک ماہ کی تنخواہ ادا کی جانی چاہئے اور وہ ادائیگی وصول کرنے اور اپنی وردی، بیج، شناختی کارڈ وغیرہ واپس کرنے کے لئے فوری طور پر ہیڈ آفس کے اکاؤنٹس آفیسر کو رپورٹ کریں۔ ہری چند کو یا تو ادائیگی نہیں ملی یا جب وہ پیش ہوئے تو انہیں رقم ادا نہیں کی گئی۔ اس حقیقت پر کچھ اختلاف ہے جس کی طرف ہم فی الحال رجوع کریں گے۔ اپنی باری میں انہوں نے 3 نومبر 1961 کو ایکٹ کی دفعہ 33(a) کے تحت شکایت درج کرائی کہ ان کی ایک مہینے کی مزدوری ادا نہیں کی گئی ہے۔ اسی دن ان کی ایک مہینے کی مزدوری منی آرڈر کے ذریعے ان کو بھیج دی گئی۔

ہری چند کی شکایت کوٹریبونل نے خارج کر دیا تھااور چونکہ اس حکم کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہے اس لئے ہمیں اس کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ٹریبونل نے فریقین کو سننے کے بعد اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیااور درخواست مسترد کر دی۔ٹریبونل نے کہا کہ ایگزیکٹیو ہدایات نمبر 12 کے تحت کارروائی نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس ایگزیکٹو ہدایت کو اسٹینڈنگ آرڈر کا حصہ نہیں بنایا گیا تھااور اس حلف نامے میں ملازمین کے طرز عمل سے متعلق اسٹینڈنگ آرڈرز میں ایسی کوئی شق نہیں ہے کہ استعمال شدہ ٹکٹوں کا قبضہ کنڈکٹر کی جانب سے بدسلوکی یا جرم کے زمرے میں آتا ہے۔ٹریبونل نے یہ بھی کہا کہ ایک مہینے کی اجرت کا کوئی تسلی بخش ثبوت نہیں ہے۔31 اکتوبر 1961 کو برطرفی کے حکم کے نفاذ سے پہلے ہی ادائیگی کی گئی تھی یا اسے ٹینڈر کے طور پر سمجھا جاسکتا تھا، جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 33(2)(b) کے تحت ضروری ہے۔دہلی ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگ ان نتائج اور اپیل دونوں پر سوال اٹھاتی ہے جس میں صرف یہ نکات شامل ہیں۔

اصل قانونی حیثیت کو سمجھنے کے لئے قانون کی کچھ دفعات کا حوالہ دینا ضروری ہے جن کے تحت دہلی ٹرانسپورٹ اتھارٹی، جو موجودہ دہلی ٹرانسپورٹ محکمہ کی طرح تھی، قائم کی گئی تھی اور جس کے تحت اب محکمہ کام کرتی ہے۔دہلی روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی ایکٹ، 1950 27 مارچ، 1950 سے نافذ ہوا، اس ایکٹ کے ذریعہ دہلی روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے نام سے ایک قانونی کارپوریشن تشکیل دی گئی۔ایکٹ کی دفعہ 39 کے تحت یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ مرکزی حکومت اتھارٹی کے ساتھ مشاورت کے بعد عام ہدایات دے سکتی ہے، جس میں ملازمین کی خدمات اور تربیت کی شرائط، ان کی اجرت اور مختص سے متعلق ہدایات شامل ہیں جن کو اتھارٹی کو برقرار رکھنا چاہئے۔دفعہ 53 کے تحت اتھارٹی کو اتھارٹی کے امور کے انتظام اور ایکٹ کے تحت اپنے فرائض کی انجام دہی اور خاص طور پر کچھ افسران کے علاوہ اتھارٹی کے ملازمین کی تقرری اور خدمات کی شرائط فراہم کرنے کے لئے ریگولیشن بنانے کا اختیار دیا گیا ہے۔اتھارٹی نے D.R.T.A (تقرری اور سروس کی شرائط) ریگولیشنز، 1952 کو تفویض کردہ اختیارات کے تحت بنایا۔ریگولیشنز کے حصہ III میں کہا گیا ہے کہ اتھارٹی کے تمام ملازمین ایسے فرائض سرانجام دیں گے اور ایسی ذمہ داری سرانجام دیں گے اور ایسے اختیارات استعمال کریں گے جو اتھارٹی یا جنرل منیجر یا اس سلسلے میں مجاز افسر کی جانب سے انہیں تفویض کیے

جائیں گے جو فیکٹریز ایکٹ، موٹر وہیکل ایکٹ یا کسی دوسرے ایکٹ یا قانون کی دفعات کے تابع ہوں گے۔ ان قواعد و ضوابط کے پیرا گراف 15 میں دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ درج ذیل ہے:

"15. نظم وضبط اور اپیل کا طرز عمل-

(1) طرز عمل: دہلی روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی وقتاً فوقتاً اپنے ملازمین کے طرز عمل سے متعلق اسٹینڈ نگ آرڈر جاری کر سکتی ہے۔ ان احکامات کی خلاف ورزی بدسلوکی کے مترادف ہو گی۔

(2) نظم و ضبط: (a) دہلی روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے کسی ملازم پر بدسلوکی یا اچھی اور معقول وجہ سے مندرجہ ذیل جرمانے عائد کیے جا سکتے ہیں۔

....

....

....

....

(vii) دہلی روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی ملازمت سے برطرفی۔

پیرا گراف 15(1) کے تحت تفویض کردہ اختیارات کے تحت اسٹینڈ نگ آرڈر بنائے گئے تھے۔ اسٹینڈ نگ آرڈر 2 مندرجہ ذیل فراہم کرتا ہے:

2. ملازم کے فرائض:

(i) اتھارٹی کے تمام ملازمین ایسے فرائض سرانجام دیں گے اور ایسے فرائض انجام دیں گے جو اتھارٹی یا جنرل منیجر یا اتھارٹی کے کسی دوسرے مجاز افسر کی طرف سے انہیں تفویض کیے جائیں۔

(ii)

....

....

......

اس اختیار کی وجہ سے ایگزیکٹو ہدایات جاری کی گئیں اور ایک چھوٹے سے کتابچے میں مرتب کردہ ہدایات کا ایک مجموعہ کنڈکٹر کے فرائض کے عنوان سے ہے۔ ہدایات نمبر 4 میں کہا گیا ہے کہ ہر کنڈکٹر کو ہر روز پیسوں کا بستہ کے طور پر 10 روپے دیئے جائیں گے اور کنڈکٹر کو فرائض پر اپنے ساتھ کوئی نجی نقد رقم لے جانے سے منع کیا گیا ہے اور اگر اسے کسی وجہ سے کچھ نقد رقم لے جانے کی ضرورت ہو تو وہ اس نقد رقم کو اپنے راستے کے بل پر رپورٹ کرے اور ایسا کرنے کے لئے مجاز عہدیدار سے اس پر دستخط کروائے۔ ہدایت میں مزید کہا گیا ہے کہ فرائض کے اوقات کے دوران اس شخص کے پاس سے ملنے والی کوئی بھی نقد رقم جو اس کے راستے کے بل پر ظاہر نہیں کی گئی ہے اسے اتھارٹی کا حصہ سمجھا جائے گا۔ یہ واضح طور پر ٹکٹ جاری کرنے میں بے ایمانی کو روکنے کے لئے ایک قدم ہے، ہدایات نمبر 12، جس کے تحت ہری چند پر فرد جرم عائد کی گئی تھی، پھر مندرجہ ذیل ہے:

12. ایک بار جاری ہونے کے بعد کوئی بھی ٹکٹ دوبارہ استعمال نہیں کیا جائے گا، کوئی بھی کنڈکٹر استعمال شدہ ٹکٹ نہیں اٹھائے گا یا اس کے قبضے میں نہیں ہوگا۔ استعمال شدہ ٹکٹ کے مالک یا جاری کرنے کا قصور وار پائے جانے والے کسی بھی کنڈکٹر کو برخاست کر دیا جائے گا اور اس کے خلاف فوجداری کارروائی بھی کی جائے گی۔"

ہری چند کے خلاف لگائے گئے الزامات میں تین الزامات تھے: پہلا یہ کہ انہوں نے ایک مسافر کو دیے گئے ٹکٹ کو غلط طریقے سے مارا تھا، دوسرا یہ کہ ان کے پاس 15 نئے پیسے کی رقم تھی۔ جس کا اس نے اعلان نہیں کیا تھا اور جسے اس نے بے ایمانی سے کمایا تھا۔ اور آخر میں یہ کہ ان کے شخص پر ٹکٹوں کا استعمال کیا گیا جیسا کہ پہلے ہی ذکر کیا گیا ہے، ایگزیکٹو ہدایات نمبر 12 کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے۔ ہری چند نے پہلی گنتی کا اعتراف کیا اور دیگر دو سے انکار کیا یا یہ کہ ان کے پاس استعمال شدہ ٹکٹ تھے۔ دیگر دو الزامات کو خارج کر دیا گیا اور انہیں اوپر بیان کردہ 12 ویں ہدایات کی خلاف ورزی کا قصوروار پایا گیا۔ ہمیں ان ثبوتوں کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے جو اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے بنائے گئے تھے کیونکہ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ آیا ان کی برطرفی کی منظوری سے انکار کا حکم قانونی اور مناسب تھا یا نہیں۔ اس مقصد کے لئے ہمیں یہ فرض کرنا چاہئے کہ استعمال شدہ ٹکٹوں کے قبضے کی حقیقت قائم کی گئی تھی۔

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا منظوری کی درخواست کو مسترد کر دیا جانا چاہئے تھا کیونکہ ایک ماہ کی اجرت اصل میں برطرفی کے حکم سے پہلے ادا نہیں کی گئی تھی جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 33(2)(b) کی شرط کے مطابق ضروری ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہری چند نے جان بوجھ کر وہ اجرت وصول نہیں کی جو میمورنڈم کے ذریعے انہیں ملازمت سے برخاست کرنے کی اطلاع دی گئی تھی کیونکہ وہ محکمہ کے خلاف شکایت کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس نے اپنی شکایت درج کرائی اور اسے خارج کر دیا گیا۔ یہ رقم انہیں 30 اکتوبر 1961 کو پیش کی گئی تھی۔ ٹریبونل نے رجسٹروں میں کچھ تضادات پائے جس سے یہ شک پیدا ہوا کہ آیا میمورنڈم 30 تاریخ کو جاری کیا گیا تھا یا نہیں۔ تاہم یہ سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ 31 تاریخ کو جاری کیا گیا تھا۔ ہری چند نے خود اعتراف کیا کہ وہ 30 تاریخ کو ادائیگی وصول کرنے کے لئے دفتر میں موجود تھے لیکن کسی نے ان پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ انہیں دفتری اوقات کے بعد 30 تاریخ کو شام 5 بجے حکم ملا۔ تاریخ کے ساتھ ان کے دستخط رسید کے طور پر دفتر میں رکھے گئے میمورنڈم کی نقلی کاپی پر ہیں۔ لہذا ٹریبونل کا یہ کہنا غلط تھا کہ صنعتی تنازعات ایکٹ کی دفعہ 33 کے مطابق مزدوری کا کوئی ٹینڈر نہیں تھا۔ یہ حقیقت واضح طور پر ثابت ہے کیونکہ جس رسید کا ہم نے حوالہ دیا ہے وہ اسے ثابت کرنے کے لئے موجود ہے، اس طرح برطرفی کا حکم نافذ ہونے سے پہلے 30 تاریخ کو ٹینڈر کیا گیا تھا اور اگر ہری چند نے انہیں وصول کرنے کی پرواہ کی ہوتی تو اجرت 30 یا 31 تاریخ کو ادا کر دی جاتی۔ بہر حال یہ رقم اس کے فوراً بعد منی آرڈر کے ذریعے انہیں بھیجی گئی اور برطرفی کی تاریخ سے تین دن پہلے کی گئی منظوری کی درخواست میں اس حقیقت کا ذکر کیا گیا تھا کہ یہ رقم انہیں ادا کی جا رہی تھی۔ دفعہ 33 (2)(b) کی شق جس پر انحصار کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

"33.

....

..

(1)

....

..

(2)

....

..

(a)

....

..

(b)

....

..

بشرطیکہ ایسے کسی بھی ملازم کو فارغ یا برخاست نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ اسے ایک ماہ کی اجرت ادا نہ کی گئی ہو اور آجر کی طرف سے اتھارٹی کو درخواست نہ دی گئی ہو جس کے سامنے آجر کی طرف سے کی گئی کارروائی کی منظوری کے لئے کارروائی زیر التوا ہو۔

شرط کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ماہ کی اجرت اصل میں ادا کی جانی چاہئے تھی، کیونکہ بہت سے معاملات میں آجر صرف برطرفی سے پہلے رقم جمع کر سکتا ہے لیکن برطرفی کے مؤثر ہونے سے پہلے ملازم کو ادائیگی حاصل کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ اس معاملے میں برطرفی کا حکم نافذ ہونے سے پہلے ہی ٹینڈر ضرور کیا گیا تھا اور اگر ہری چند نے ان کے لیے کہا ہوتا تو اجرت ضرور ادا کی جاتی۔ اس سلسلے میں شق پر عمل کرنے میں کوئی ناکامی نہیں ہوئی۔

ٹریبونل نے مختلف وجوہات کی بنا پر الزام کو ناقص پایا۔ اس میں نشاندہی کی گئی کہ ہری چند پر بے ایمانی یا دھوکہ دہی کے کسی کام کے لئے مقدمہ نہیں چلایا گیا تھا کیونکہ انہوں نے کسی مسافر کو استعمال شدہ ٹکٹ جاری نہیں کیے تھے بلکہ استعمال شدہ ٹکٹ رکھنے کے لئے تھے اور یہ الزام بدسلوکی کے عمل کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں تھا جس کے لئے برطرفی کی سزا دی جا سکتی تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ ٹریبونل ایک مرکزی حقیقت سے متاثر ہے، یعنی ایگزیکٹو ہدایات نمبر 12 کو اسٹینڈنگ آرڈرز کا حصہ نہیں بنایا گیا تھا۔ اس کی رائے میں قواعد و ضوابط کے پیراگراف 15 کے تحت ملازمین کے طرز عمل کو منظم کرنے والے اسٹینڈنگ آرڈرز کو پہلے جاری کیا جانا چاہئے، اس سے پہلے کہ کسی بھی

ہدایت کی خلاف ورزی بد سلوکی کے زمرے میں آئے۔ قواعد و ضوابط کے پیرا 15 (1) کے تحت اسٹینڈنگ آرڈر جاری کیے گئے تھے اور ان میں کہا گیا تھا کہ خلاف ورزی بد سلوکی کے مترادف ہو گی اور ریگولیشنز کے پیرا 15 (2) کے مطابق ملازم کو تادیبی کارروائی کا ذمہ دار بنایا جائے گا لیکن انہوں نے کنڈکٹر کے فرائض کا تعین نہیں کیا اور انہوں نے استعمال شدہ ٹکٹ رکھنے پر پابندی نہیں لگائی۔ لہذا ٹریبونل نے کہا کہ استعمال شدہ ٹکٹ رکھنے کا الزام اسٹینڈنگ آرڈر کے تحت قابل سزا نہیں ہے اور برطرفی کی سزا منظور نہیں کی جا سکتی ہے۔

ہماری رائے میں ٹریبونل نے اسٹینڈنگ آرڈرز کے بارے میں بہت تنگ نظری اختیار کی ہے۔ اسٹینڈنگ آرڈر نمبر 19 میں کہا گیا ہے:

"19. عام دفعات: - مندرجہ بالا اسٹینڈنگ آرڈرز کی دفعات کے ساتھ تعصب کے بغیر، کمیشن اور کوتاہی کے مندرجہ ذیل کاموں کو بد سلوکی سمجھا جائے گا:

....

.

....

.

(m) کوئی اور سرگرمی جس کا خاص طور پر اوپر احاطہ نہیں کیا گیا ہے، لیکن جو بادی النظر میں تنظیم کے مفادات کے لئے نقصاندہ ہے۔

اسٹینڈنگ آرڈر 2، جس کا پہلے حوالہ دیا گیا تھا، میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اتھارٹی کے تمام ملازمین ایسے فرائض انجام دیں گے اور ایسے ذمہ داریاں انجام دیں گے جو اتھارٹی یا جنرل منیجر یا اتھارٹی کے کسی دوسرے مجاز افسر کی طرف سے انہیں تفویض کیے جائیں۔ اسٹینڈنگ آرڈر 2 کی بنیاد پر ایگزیکٹو ہدایات جاری کی گئیں اور یہ اصولوں اور عمل کا ایک ضابطہ ہے جس پر ہر کنڈکٹر کو سختی اور مستقل طور پر عمل کرنا پڑتا ہے اور ایک انتباہ ہے کہ کسی بھی ہدایت کی خلاف ورزی کرنے پر کنڈکٹر کو ضابطوں کے پیرا 15 (2) میں بیان کردہ تادیبی کارروائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسٹینڈنگ آرڈر 19 کی شق (m)، جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے، اسٹینڈنگ آرڈر 2 کے تحت جاری کردہ ہدایات کی خلاف ورزی کا احاطہ کرنے کے لئے کافی وسیع ہے۔ ہری چند پر ایگزیکٹو ہدایات نمبر 12 کی خلاف ورزی کا

الزام عائد کیا تھا اور اس سے اسٹینڈ نگ آرڈر 19 (m) اور اسٹینڈ نگ آرڈر 2 اور ریگولیشنز کے پیرا گراف 15(2) کا اطلاق ہوا۔

مسٹر گوپال سنگھ نے لکشمی دیوی شوگر ملز بمقابلہ نند کشور سنگھ ([1]) اور لارڈ کرشنا ملز لمیٹڈ اور شوگر و دیگر بمقابلہ یونین آف انڈیا و دیگر ([2]) کے اختیار پر بحث کی۔ اسٹینڈ نگ آرڈر 2 اور 19 اور ریگولیشن 15 کا حوالہ شامل کر کے الزامات میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان فیصلوں کا کوئی اطلاق نہیں ہے کیونکہ یہاں حقائق ہری چند کو دفاع میں پیش کرنے کے لئے کافی تھے اور مناسب اسٹینڈ نگ آرڈر، ریگولیشنز اور ایکٹ کی دفعات کا ذکر نہ کرنا الزام میں اتنی خامی نہیں تھی کہ ان فیصلوں کے اطلاق کی گنجائش پیدا ہو۔ کسی اضافی حقیقت کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی اور ہری چند کے لئے تفصیلات یہ سمجھنے کے لئے کافی تھیں کہ ان پر کیا الزام لگایا گیا تھا۔ ہمارے فیصلے میں ٹریبونل نے یہ کہنے میں غلطی کی کہ الزام ناقص تھا۔ نتیجتاً یہ مانا جانا چاہئے کہ ٹریبونل نے دفعہ 33(2)(b) کے تحت برطرفی کی منظوری دینے سے انکار کرنے میں بھی غلطی کی تھی۔

مسٹر گوپال سنگھ نے دلیل دی کہ ہری چند کو اب ترقی دے دی گئی ہے اور وہ اسسٹنٹ ٹریفک انسپکٹر کے طور پر کام کر رہے ہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محکمہ کو ان کے کام پر اعتماد ہے اور انہوں نے ایک نیا قدم اٹھایا ہے۔ تاہم محکمہ کی جانب سے مسٹر بھسین نے کہا کہ ٹریبونل کے حکم کے پیش نظر برطرفی کے حکم پر عمل درآمد نہیں کیا گیا اور ہری چند نے مقررہ وقت میں یہ ترقیاں حاصل کیں۔ ہم اس تنازعہ میں داخل ہونے کا بالکل بھی ارادہ نہیں رکھتے ہیں۔ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جسے ہم یہ فیصلہ کرتے وقت مد نظر رکھ سکتے ہیں کہ آیا 28 اکتوبر 1961 کو مانگی گئی منظوری کو بجا طور پر مسترد کر دیا گیا تھا یا نہیں۔ لہٰذا اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ہم برطرفی کے حکم کی منظوری دیتے ہیں جو 31 اکتوبر 1961 سے چلنا تھا کیس کے حالات کے پیش نظر ہم اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیتے۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document